بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۹۴ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

ایڈیٹر: روشن دین تنویر

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۱۷ نبوت ۱۳۴۵ ھش ، ۱۱ رجب ۱۳۸۶ ھ ، ۱۷ نومبر ۱۹۶۶ء	نمبر ۲۶۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۱۶ نومبر بوقت ۹ بجے صبح

پرسوں صبح کے وقت حضور کو کچھ ضعف کی تکلیف رہی۔ اس کے بعد تمام دن طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ کل بھی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک رہی۔ حضور نے ازراہِ شفقت و خاص مہربانی اجتماع انصار اللہ پر تشریف لانے والے بیرونی مہمانوں کو شرفِ زیارت بھی بخشا۔

اس وقت طبیعت اچھی ہے۔

احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اخبار احمدیہ

— مورخہ ۱۷ نومبر سے ۲۰ نومبر تک مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ریفریشر کورس جامعہ احمدیہ کے ہال میں منعقد ہو رہا ہے یہ کورس روزانہ نماز مغرب سے شروع ہو کر آٹھ بجے شب تک جاری رہے گا۔ اس کا افتتاح مورخہ ۱۷ نومبر کو بعد نماز مغرب محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ فرمائیں گے۔ ربوہ کے جملہ زعماء، تاملین، منتظمین اور دیگر احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ بروقت تشریف لا کر شمولیت فرمائیں۔

(مہتمم مقامی)

— جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہر سال مہمانوں کے قیام و طعام کے لئے مندرجہ ذیل اشیاء کی ضرورت رہتی ہے۔ ہم ممنون ہوں گے اگر مخیر احباب اور جماعتیں بطور عطیہ یہ سامان عنایت فرما دیں۔

(۱) دیگ ۵۰ عدد

(۲) بالٹیاں ۱۰۰ عدد

(۳) ۱۰۰۰ واٹ کی ہنڈہ لائیٹ ۱۲ عدد

(۴) گیس لیمپ دس عدد

(افسر جلسہ سالانہ)

— سردی کا موسم شروع ہو چکا ہے غرباء جو سردی سے بچاؤ کے لئے گرم پارچات کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ان کی درخواستیں کپڑوں کے لئے آ رہی ہیں۔ صاحب حیثیت اور مخیر احباب سے حسب سابق امید کی جاتی ہے کہ وہ نئے یا مستعمل پارچات بھجوا کر شکریہ کا موقعہ دیں گے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

خدام الاحمدیہ کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا تازہ پیغام

اخلاص سے کام کرو اللہ تعالیٰ تمہارے اخلاص کو برکت دے گا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت خدام الاحمدیہ کو ایک بصیرت افروز تازہ پیغام سے نوازا ہے۔ حضور کے پیغام کا مکمل متن ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

مجھے یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ مجلس خدام الاحمدیہ احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کی یاد میں جلسوں کا انعقاد کر رہی ہے۔ میں اس موقعہ پر خدام کو نصیحت کرتا ہوں کہ اخلاص سے کام کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اخلاص کو برکت دے گا۔

خاکسار: مرزا محمود احمد

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷ نومبر ۶۲ء

بندگانِ حق کے اقوال کو سمجھنے میں غلط فہمی

حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلطان محمود غزنوی حاضر ہوا گفتگو کے دوران سلطان نے عرض کیا:۔

"حضرت بایزید بسطامی کے کچھ حالات و اقوال بیان فرمائیے۔

حضرت نے فرمایا "حضرت بایزید بسطامی کے اقوال سُننے کی تاب ہے تو سنو وہ فرماتے ہیں "جس نے مجھے دیکھا اس کا نصیبہ کھل گیا وہ اپنی بدبختی سے بے خطر ہو گیا اور اسے کوئی خوف نہ رہا"

محمود نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ابوجہل، ابولہب اور کتنے ہی مشرکین نے دیکھا اور وہ بدبخت کے بدبخت ہی رہے۔ حضرت بایزید بسطامی کا درجہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی بلند ہے کہ اُن کو دیکھتے ہی بدبختی کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔"

حضرت شیخ خرقانی نے فرمایا "بس اسی لئے کہتے تھے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ کا قول سناؤ ان کے اور دیگر صوفیاء کاملین کے قول سننے کی وہ تاب لا سکتے ہیں جو اس رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ محمود! یاد رکھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ان کے چار یارؓ اور صحابہ کبارؓ کے بغیر کسی نے حقیقی معنوں میں دیکھا ہی نہیں۔ اگر ابوجہل ابولہب اور دیگر منکرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حقیقی نظر سے دیکھتے جس کو قرآن کریم میں

وتراھم ینظرون الیک وھم لایبصرون

(اے میرے پیارے محبوبؐ! تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف نظر کرتے ہیں حالانکہ وہ تجھے دیکھ ہی نہیں سکتے) کہا گیا ہے تو فی الواقع وہ بھی اپنی بدبختی کے اثر سے محفوظ رہتے"

(ہفت روزہ پیامبر ۱۱؍۶۲ء ص ۲)

یہاں شیخ علیہ الرحمۃ نے اس امر کی وضاحت فرمائی ہے کہ دوست اور دشمن کو بندگانِ حق کیوں مختلف اور متضاد صورت میں نظر آتے ہیں۔ یہ تجربہ ویسے بھی ہر روز ہوتا رہتا ہے کہ بعض لوگ مکھی کی طرح پاک بندوں میں بھی گندگی دیکھنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ خود ان کی بینش پر کئی قسم کے دبیز و غلیظ پردے پڑے ہوئے ہوتے ہیں جو انہیں صحیح زاویہ سے دیکھنے ہی نہیں دیتے۔ اور جیسے کہ کہتے ہیں ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے ان کو بھی کوئی نیکی نظر نہیں آتی۔

اگر ابوجہل اور ابولہب سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اس نگاہ سے دیکھ سکتے جس نگاہ سے سیدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آپ کو دیکھا تھا تو وہ مخالفت ہی کیوں کرتے۔ ابلیس اگر آدم کے ممکنات کو دیکھ لیتا تو وہ نافرمانی ہی کیوں کرتا۔ حالانکہ وہ اللہ تعالےٰ پر ایمان رکھتا تھا مگر خود پسندی اور استکبار اوٹ بن گئے۔

دوسری بات جو اس حکایت سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ حقیقت بین نگاہ نہیں رکھتے وہ اکثر بندگانِ حق کے اقوال سے دھوکا کھاتے ہیں۔ اور چونکہ وہ خود استکبار اور غرور کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے وہ ان اقوال سے سمجھتے ہیں کہ وہ بھی نعوذ باللہ غرور و استکبار کی وجہ سے ایسا کہہ رہے ہیں۔ چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے تعلق میں قرآن کریم نے بہت سی ایسی مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اس ضمن میں ایک عام اصول بھی پیش کرتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:۔

وکذالک جعلنا لکلّ
نبیّ عدوًا شیٰطین
الانس والجنّ یوحی
بعضھم الیٰ بعضٍ
زخرف القول غرورًا

یعنی ہم نے ہمیشہ اس طرح ہر نبی کے شیاطین انسانوں اور جنوں میں سے بنائے ہیں جو ایک دوسرے کو غرور کی وجہ سے ملمع سازی کی باتیں القا کرتے رہتے ہیں۔ یہاں اللہ تعالےٰ نے اس بات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر اعتراض کرنے والے بعض باتوں کو غلط معنی پہنا کر دوسروں کو ورغلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو بڑا بنانے کے لئے ایسی باتیں کرتا ہے۔

چنانچہ جب حضرت لوط علیہ السلام نے اپنی قوم کو بدیوں سے روکا تو انہوں نے کہا:۔

اخرجوھم من قریتکم
انّھم اناس یتطھّرون

یعنی حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کو اپنے شہر سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاکباز بنتے ہیں۔

یہی بات ہے جو ایک خاص رنگ میں حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے کہی تھی۔ ان کا مطلب غرور نفس نہیں تھا بلکہ یہ جتانا تھا کہ جس نے مجھ کو اچھی طرح سے سمجھ لیا ہے وہ میرے نمونہ سے برائیوں سے بچ سکتا ہے۔ جب سیدنا حضرت محمّد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نبوت کا دعوےٰ کیا تو مخالفین نے یہی اعتراض کیا کہ نعوذ باللہ ایسا معمولی انسان کس طرح کہتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے وہ کہتے تھے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے اپنا کلام کسی بشر پر نازل کرنا ہوتا تو وہ دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ نازل کرتا۔ یہ چھوٹا آدمی ہو کر اپنے آپکو بڑا بنانا چاہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ خود ان کا غرور نفس حقیقت کے فہم سے ان کو روکتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اس شخص سے زیادہ دانشمند اور صاحب اقتدار ہیں۔ قوم میں ہمارا رتبہ اور وقار اس شخص سے بہت زیادہ ہے ہمارے ساتھ تو اللہ تعالےٰ نے کلام نہیں کیا اس سے وہ کس طرح کرنے لگا۔ ضرب المثل ہے کہ علم بھی بعض حالتوں میں بڑی جہالت کا موجب بن جاتا ہے۔ ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم کو فلاں فلاں علم میں کمال حاصل ہے۔ ہم قرآن و حدیث۔ فقہ اور منطق کے منتہی ہیں ہم نے فلاں مکتب میں علم و فضل کی ڈگریاں حاصل کی ہوئی ہیں یا فلاں بڑے عالم سے علم حاصل کیا ہے۔ یہ شخص جو دعوےٰ کرتا ہے ہمارے علم کے مقابلہ میں ابھی طفل مکتب بھی نہیں۔

الغرض ایسے لوگوں کے لئے اپنا علم ہی جہالت بن جاتا ہے جس طرح کہتے ہیں کہ ابلیس اتنا بڑا مسبح تو اہ تھا کہ فرشتوں کو بھی تعلیم دیتا تھا مگر یہی غرور تھا جو اس کی گمراہی کا باعث ہوا۔ اور پکار اٹھا کہ ایک آتش زاد ایک پیکر خاک کے سامنے کس طرح جھک جائے۔

ایسے لوگوں کے لئے ہی قرآن کریم میں آتا ہے کہ ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ دیکھ نہیں سکتے۔ ان کے کان ہیں مگر وہ سُن نہیں سکتے۔ یہی لوگ ہیں جن کے متعلق صمٌّ بکمٌ عمیٌ آیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور اقوال کو غلط طور پر سمجھ کر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے آپ کو نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی بڑھا دیا ہے۔ ایسے سب اعتراضات غلط ہیں۔ وہ انسان جو کہتا ہے کہ ؎

وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقابلہ میں اپنی بڑھائی کس طرح کر سکتا ہے۔

آخر میں ہم المنبر کے ایڈیٹر کی خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں کہ ہم نے جو شروع میں حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی علیہ الرحمۃ کی روایت نقل کی ہے اس پر غور کرے اور اگر وہ صدیقی نظر سے عاری ہے تو کم سے کم دوسری انتہا تک پہنچنے سے تو پرہیز کرے ؎

نازکم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت

سلگتی آگ وہ دل میں جو بے شرر ہوتی

مرے لئے ترے دل میں جگہ اگر ہوتی ✤ تو ہر گھڑی مری فردوس میں بسر ہوتی

گزرتا بنکے قیامت نہ لمحہ لمحہ مرا ✤ شبِ فراق کی کوئی اگر سحر ہوتی

مَیں جانتا ہوں محبّت کی نارسائی کو ✤ وگرنہ ان کو مرے درد کی خبر ہوتی

ہوں اپنے نالۂ آتش فشاں سے شرمندہ ✤ سلگتی آگ وہ دل میں جو بے شرر ہوتی

وہ اور ظلم پہ تنویرؔ کیوں اُتر آتے
تمہاری آہ جو تنویرؔ بے اثر ہوتی

حضرت مسیح علیہ السلام پر الزام کی نوعیت

از مکرم [illegible] ہاشمی صاحب ربوہ

یہ مضمون ایک علمی اور تحقیقی موضوع سے تعلق رکھتا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ دیگر اہل علم دوست بھی اس موضوع پر مزید تحقیق کر کے اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں گے۔ (ادارہ)

تاریخ عالم کی یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ بعض مشہور اختلافی مسائل مختلف زمانوں میں ابھر آتے ہیں۔ اور ایسے عرصہ تک ان کا فیصلہ ہونے نہیں پاتا۔ پھر یہ یکدم لوگوں کے ذہنوں سے مٹ جاتے ہیں۔ اور دوبارہ صدیوں کے بعد پھر بحث و تمحیص کا موضوع بن جاتے ہیں۔ ایسے ہی مسائل میں سے یہ عجیب مبحث بھی ہے۔ کہ حضرت یسوع مسیح جب پیلاطوس کی عدالت میں پیش کئے گئے، تو ان پر لگائے گئے الزام کی نوعیت کیا تھی؟ آیا یہ الزام سیاسی نوعیت کا تھا یا مذہبی قسم کا۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت سلطنت روما کا زور دورہ تھا۔ اور قیصر روم کی طرف سے یروشلم پر ایک گورنر مقرر تھا۔ اس کے علاوہ یہودیوں کی ایک کونسل (جسے صنہدرین کہتے تھے) کا کاہن اعظم مذہبی امور سرانجام دیتا تھا۔ دوسری طرف حضرت یسوع اپنے حواریوں کے علاوہ سینکڑوں مرید رکھتے تھے اور دن رات تبلیغ کرتے تھے۔ اب مرکزی معمہ یہ ہے کہ صنہدرین (یعنی یہودی کونسل اعلیٰ) نے یسوع مسیح پر مقدمہ میں کیا حصہ لیا؟ اور رومن گورنر کے سامنے آپ پر کیا کیا الزام تھوپے؟ چاروں انجیلوں کے بیانات پڑھنے سے صرف دو واضح الزامات کا پتہ ملتا ہے۔ جو پونطوس پیلاطوس گورنر کی عدالت میں آپ پر لگائے گئے تھے:

پہلا الزام یہ ہے کہ یسوع سلطنت روما کا باغی بلکہ مخالفین رومی کا سیاسی ایجنٹ ہے۔ یہ بات لوقا کی انجیل میں یوں بیان کی گئی ہے۔

"ہم نے اس شخص کو لوگوں میں فساد پیدا کرتے ہوئے پایا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ قیصر کو خراج مت دو اور پھر اپنے آپ کو بادشاہ کہتا ہے۔"

مرقس اور متی میں الزام کے الفاظ زیادہ واضح نہیں ہیں۔ تاہم پیلاطوس نے جب یسوع مسیح پر یہ سوال کیا کہ

"کیا تم یہود کے بادشاہ ہو؟"

تو اس کا اشارہ اس طرف بھی سمجھا گیا ہے کہ

"کیا تم یہودی مخالفین حکومت کے سردار ہو؟"

پیلاطوس کی عدالت میں پیش ہونے سے قبل حضرت مسیح کو صنہدرین (کونسل) کے سامنے بھی پیش کیا گیا تھا۔ مرقس اور متی سے معلوم ہوتا ہے کہ صنہدرین نے یہودی مروجہ قانون کے تحت یسوع مسیح پر "کفر بکنے" کا الزام لگا کر سزائے موت تجویز کی تھی۔ اس کے بعد پیلاطوس کے سامنے سیاسی الزام ہی پیش کیا گیا۔ اس کی وجہ نہ معلوم ہے۔ البتہ لوقا کی انجیل یہ وضاحت کرتی ہے کہ پہلے اس لئے کہ یسوع کو صنہدرین کے سامنے پیش کیا جائے۔ یہ سازش کی گئی کہ یسوع سے ایک تقریر کروائی جائے۔ جس میں چالاکی سے حکومت کے خلاف یسوع کی زبان سے الفاظ نکلوائے جائیں۔ اور پھر اسے پیلاطوس گورنر کے سامنے پیش کر دیا جائے لوقا انجیل میں ہے کہ صنہدرین کے سامنے پیش کرنے کے بعد ایسا ہی کیا گیا۔

اب یہاں تین مختلف بیانات اپنی وضاحت اور زور کے لحاظ سے تناقض رکھتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر بنیادی طور پر ایک ہی معلوم ہوتے ہیں۔ ان بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ یسوع کو پیلاطوس کی عدالت میں صرف سیاسی الزام کی بناء پر ہی پیش کیا گیا تھا۔ اس میں کسی قسم کے مذہبی الزام کا دخل نہیں ہے۔ متی میں صنہدرین کے سامنے پیش ہونے والے مقدمے کی تفصیل زیادہ دی گئی ہے۔ یہاں یہ خیال مدنظر رہے کہ صرف پیلاطوس ہی وہ شخص تھا جسے حضرت مسیح کو سزائے موت کا قانونی اختیار حاصل تھا۔

یوحنا کی انجیل کا بیان قدرے مختلف ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کے کاہن اعظم نے حضرت مسیح کی تعلیمات کی تحقیقات کی اور پھر پیلاطوس کی عدالت میں پیش کر کے آپ پر دو الزامات لگائے ایک یہودی شریعت کی خلاف ورزی اور دوسرا سیاسی بغاوت و فساد۔

پیلاطوس نے آپ کو سیاسی الزام سے بری قرار دے دیا۔ لیکن مذہبی الزام قائم رکھ کر سزا دے دی یعنی کہہ دیا۔ کہ "تم خود ہی اسے لے جاؤ اور صلیب دے دو۔ کیونکہ میں اس شخص میں کوئی جرم نہیں دیکھتا۔" اور "اسے میرے سامنے سے لے جاؤ اور اپنے قانون کے مطابق اس سے سلوک کرو۔"

موجودہ زمانہ کے پادری اور علماء یوحنا کے اس بیان کو نہیں مانتے۔ کیونکہ جیسا کہ متی اور مرقس اور لوقا میں لکھا ہے پیلاطوس کو صرف سیاسی نوعیت کے جرم کی سزا دینے کا اختیار تھا۔ بعض علماء بات کو یوں بڑھاتے ہیں کہ صنہدرین کے سامنے کوئی مقدمہ ہی پیش نہیں ہوا حالانکہ یہ بیان ہر ایک انجیل میں موجود ہے کہ پیلاطوس کی عدالت میں جانے سے قبل حضرت مسیح کو یہودی کونسل اعلیٰ کے سامنے بھی پیش کیا گیا تھا۔ بہرحال اکثریت کا دعویٰ یہی ہے کہ حضرت یسوع کو یہودی صنہدرین کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔ اور چاروں انجیلیں اس کو کم و بیش طوالت سے بیان کرتی ہیں کہ پیلاطوس نے صنہدرین کی دی گئی سزا کی تصدیق کی۔

موجودہ زمانہ کے محققین نے اس کی توجیہہ یوں کی ہے کہ یوحنا میں جب پیلاطوس یہ کہتا ہے کہ

"اسے لے جاؤ اور اپنے قوانین کے مطابق اس سے سلوک کرو۔"

تو یہودی سردار جواب دیتے ہیں کہ

"ہمیں ایسی کوئی حاکمانہ اختیار حاصل نہیں کہ ہم کسی کو سزائے موت دے سکیں۔"

وہ پیلاطوس کے پاس اس غرض کے لئے آئے تھے کہ وہ قانون کے تحت یسوع کو صلیب کی سزا دلوا سکیں۔ اس طرح گویا کفر بکنے یا نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے کی بناء پر وہ خود صلیب پر کسی کو چڑھا نہیں سکتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بغاوت کا الزام گھڑا۔ یہی دبا دبا سا خیال چاروں انجیلوں کے بیانات سے مترشح ہوتا ہے۔ اگرچہ یسوع پر کفر کا فتوے لگا دیا گیا تھا تاہم صلیب کی سزا کا اختیار صرف رومن قانون کو حاصل تھا یہی وجہ ہے کہ یسوع کو "یہودیوں کے بادشاہ" ہونے کا مدعی قرار دیا گیا۔ بعض دور جدید کے عیسائی پادری یہ بھی کہتے ہیں کہ یہودیوں کی کونسل اعلیٰ کو صلیب دینے کا اختیار حاصل تھا۔ اس لئے انہیں پیلاطوس سے اجازت حاصل کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ پس یسوع کو پیلاطوس کی عدالت میں محض آپ پر بغاوت کا الزام ثابت کرنے کے لئے پیش کیا گیا تھا۔ اس کی تفصیل مسٹر پال ونٹر کی مشہور کتاب "یسوع پر مقدمہ" کے بارے میں ہنس لیٹزمین کے مقالہ (مطبوعہ ۱۹۳۱) میں مل سکتی ہے۔ مگر اب پر اب یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ اس امر کی عمارت اس مفروضہ پر قائم کی گئی ہے۔ کہ یہودیوں کی کونسل اعلیٰ کو صلیب کی سزا دینے کا اختیار حاصل تھا اگر یہ اختیار ثابت نہ ہو سکے تو یہ عمارت دھڑام سے نیچے آ رہے گی۔

ایک اور محقق جین جسٹر اپنی کتاب "سلطنت روما میں یہودی" مطبوعہ ۱۹۱۴ء میں کہتا ہے کہ یروشلم میں یہودیوں کی جماعت کا بڑا زور تھا۔ اور انہیں سول اور مذہبی امور کے قوانین پر عمل کرنے کا اختیار حاصل تھا۔ چنانچہ صنہدرین کے نام سے یہودی کاہنوں کی مجلس اعلیٰ گویا عدالت عالیہ کی صورت میں قائم تھی۔ جو یروشلم میں امن قائم کرنے کی ذمہ دار تھی۔ یہاں تک کہ اسے سزائے موت صادر کرنے کا بھی اختیار حاصل تھا۔ نبیاؤں میں سٹیفن کو اسی کونسل اعلیٰ کی طرف لے جایا گیا جہاں اسے سنگسار کر دینے کی تجویز کر دی گئی تھی۔[1]

اسی طرح یوحنا اور پطرس کو بھی صنہدرین کے حکم سے گرفتار کیا گیا۔ اور سزا کے طور پر صلیب کی دھمکی دی گئی۔ اسی زمانہ میں ایک عورت کو صنہدرین کے ججوں نے سزائے موت دی۔ اور کبھی جیمز نامی شخص کو صنہدرین کے حکم سے سزائے موت دی گئی وغیرہ

سرسری نگاہ سے یہ چند مثالیں دیکھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی صنہدرین کو سزائے موت دینے کا اختیار حاصل تھا لیکن ذرا چھان پھٹک کی جائے۔ تو معاملہ مشکوک بن جاتا ہے۔ "سلطنت روما کی تاریخ" جاننے والے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ رومنوں کا یہ دستور تھا کہ انتہائی قانونی سزا کا اختیار وہ سوائے سب سے بڑے رومی افسر کے کسی کو تفویض نہیں کرتے تھے جو رومی صوبے کا ذمہ دار ہوتا تھا جسے وہ "پروکونسل" یا "پروکیوریٹر"

---

[1] Act of Apostles

کہتے تھے۔ اس کے علاوہ کسی مقامی باشندے یا چھوٹے رومن افسر کو سزائے موت دینے کا اختیار حاصل نہیں تھا۔ رومی مؤرخ فلاسٹریٹس دوسری صدی کی تاریخ لکھتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ سمرنا شہر کو خبردار کیا گیا کہ وہ ایسے مقدمات جو قتل، مقدس چیزوں کی بے حرمتی اور زنا کے متعلق ہوں سماعت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ایسے جرائم کی سزا دینے کے لئے "تلوار بند منصف" کی ضرورت ہے (جو صرف پرو کونسل کہلاتا تھا) اس کے نائب کو بھی یہ اختیار نہیں دیا گیا تھا۔ اسی طرح مسیح کی پیدائش سے کچھ عرصہ پہلے، سائیرین کے صوبہ میں مقامی عدالتوں کو سوائے "انتہائی سزاؤں کے" باقی اختیارات حاصل تھے۔ انتہائی سزاؤں کے لئے صرف گورنر کو اختیار حاصل تھا۔ اس اختیار کلی کو اپنے دائرہ اقتدار میں رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ رومن اپنے مقامی حامیوں کو مقامی محبانِ وطن کے رحم وکرم پر چھوڑنا نہیں چاہتے تھے۔ اور یہ حکم خصوصاً یودھیا کے علاقہ پر چسپاں ہوتا تھا جہاں تفرقہ بازی اور باہمی چپقلشوں کا زور تھا۔ اسی وجہ سے وہاں ۶۶ء میں رومنوں کے خلاف ایک بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب سزائے موت کا اختیار "تلوار بند منصف" یعنی صرف رومن گورنر کو ہی حاصل تھا تو صنہدرین وقتاً فوقتاً کیوں سزائے موت دے لیتی تھی۔ لیکن یہ کوئی ایسی پُراسرار بات نہیں۔ دراصل ہر صوبے میں رومنوں کی تعداد نہایت قلیل ہوا کرتی تھی۔ خصوصاً جب وہ غیر حاضر ہوتے، یا کسی مہم پر مصروف ہوتے تو مقامی چھوٹے افسر ہر قسم کی ریشہ دوانیوں پر اُتر آتے۔ مؤرخ یوسفس خود کہتا ہے کہ جیمز کی سزائے موت صنہدرین کے چند ایک انتہا پسندوں کی کارستانی کا نتیجہ تھا۔ اور یہ موقعہ انہیں ایک گورنر کے جانے اور دوسرے کے آنے کے درمیانی وقفہ میں مل گیا۔ جب نئے گورنر نے اپنا عہدہ سنبھالا تو اس نے "کاہنِ اعلیٰ" کی جواب طلبی کی۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ بعض اوقات اگر رومن افسروں کی سیاسی مصلحتوں کے مناسب حال ہوتا کہ وہ بعض کارستانیوں پر آنکھ بند کر لیتے۔

"تاریخ سلطنت روما" میں دوسری صدی کے یودھیا کے حالات میں لکھا ہے کہ:۔

"بعض اوقات مقدمات کی سماعت شریعتِ موسوی کے قوانین کے ماتحت بھی ہوا کرتی تھی جو عموماً خفیہ طور پر ہوتی جس میں بعض مجرموں کو سزائے موت تک دی جاتی تھی۔ اور یہ سماعت بعض اوقات رومن حکومت کے علم میں ہوتی۔"

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ اس زمانہ کی حکومت کو موجودہ حکومتوں کی طرح عوام پر اتنا ضبط اور رفاقت نہیں ہوتا تھا۔ ایسی ہی ایک روایت سینٹ پال کے متعلق بھی ہے کہ ایک سنار دمتریس اور اس کے ساتھیوں کو عیسائی تبلیغ شنکر بڑا طیش آیا کیونکہ وہ ان کے دیوتا ڈائنا کو بُرا بھلا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے پال کو گریبان سے پکڑ لیا اور گھسیٹتے ہوئے شہری مجلس اعلیٰ کے پاس لے گئے اور راستے بھر بہی "انبوہ گردی" کے قانون کا استعمال کرتے رہے۔ قاضیٔ شہر نے جب مداخلت کی تو حکم دیا کہ اگر یہ معمولی بات ہے تو مقامی عدالت میں ملزم کو پیش کر دو اور اگر کوئی سنگین جرم ہے تو رومن گورنر کے سامنے پیش کر دو۔

اسی طرح یہودیوں کی کونسل اعلیٰ اور اس کے اختیارات کے بارے میں یوحنا کی انجیل میں ٹھیک لکھا ہے کہ "ہم کو سزائے موت دینے کا اختیار حاصل نہیں۔" یہاں ایک استثناء بھی ہے لیکن یہ استثناء ایسا ہے کہ اس سے اس زمانہ کا قانون کسوٹی پر پرکھا جا سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ یوروشلم کا علاقہ "رومن پولیس" کے لئے دشوار ترین علاقہ تھا۔ یہاں مذہبی تقدس کی اشیاء اور مقامات تھے اس لئے رومی ایسی باتوں سے کنارہ کشی رکھنے ہی میں اپنی خیر چاہتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے یہودیوں کی بڑی عبادت گاہ کو یہود کے ہی سپرد کر رکھا تھا۔ اگر کوئی اجنبی عبادت گاہ کی بے حرمتی کرتا تو اسے احاطہ کے اندر ہی سزا دے دی جاتی۔ اس طرح یہ کارروائی رومی حکومت میں مذہبی فسادات کو پھیلنے سے روکنے کا ذریعہ بنتی تھی۔ پس جہاں تک رومی قانون کا تعلق ہے جسٹر نے صنہدرین کے اختیارات کو غلط سمجھا ہے۔ یہی بات حضرت یسوع مسیح کے مقدمہ کو سمجھنے کے لئے کافی ہے۔ اور ہر چہار اناجیل کی یہ روایت درست ثابت ہوتی ہے کہ یسوعؑ پر صنہدرین نے کفر کا الزام لگایا پھر انہیں ایک غلط الزام گھڑ کر پیلاطوس کے سامنے پیش کر دیا تاکہ وہ یسوع کو صلیب دینے میں کسی نہ کسی طرح کامیاب ہو جائیں۔ لیکن ایک اور سوال باقی رہ جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ پیلاطوس کی عدالت میں پیش کردہ مقدمہ کے واقعات اور حالات کیا ٹھیک ٹھیک ہم تک پہنچے ہیں؟ یعنی آیا وہ تاریخی حقائق ہیں یا بعد میں کسی غرض یا جذبہ کے ماتحت اختراع کر لئے گئے ہیں۔ اس دور کے مؤرخ ٹیسی ٹس نے تو اس واقعہ کو صرف دس لفظوں میں بیان کیا ہے +

(باقی)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اس پر نثار
اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

محترم شیخ امری عبیدی صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر

دس نمایاں اور قابلِ تقلید اوصاف

(مکرم مولوی محمد منور صاحب مبلغ انچارج ٹانگانیکا مشن۔ حال وارد ربوہ)

(قسط نمبر ۲)

قربانی

ساری زندگی اسلام اور احمدیت پر نثار کر دینا بھی بڑی قربانی ہے مگر مرحوم نے اس سے زیادہ قربانی کی توفیق پائی۔ افریقین احمدیوں میں وہ سب سے پہلے وصیت کرنے والوں میں سے تھے اور اپنی آمد کا دسواں حصہ باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ ابتداء میں الاؤنس بہت کم ملتا تھا اور عموماً مقروض رہتے تھے پھر بھی فرض اور طوعی چندوں میں کمی نہ کرتے تھے۔ آخری سالوں میں انہوں نے بنک کو ہدایت دیدی تھی کہ ان کی رقم میں سے چار سو پچیس شلنگ ہر ماہ احمدیہ مشن کو ادا کر دئے جایا کریں جو ان کی آمد کا دسواں حصہ تھا۔ اس کے علاوہ تحریکِ جدید اور مقامی چندوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ اپنی جیب سے بہت سی کتب ضرور خرید کر لوگوں کو مفت دے دیتے تھے۔ ایک مرتبہ جب ایک علاقہ میں قریباً ایک سو عیسائی اور بے دین لوگ مسلمان ہو گئے تو ان میں مفت تقسیم کرنے کے لئے ڈیڑھ سو شلنگ کی سواحیلی کتب احمدیہ مشن سے خرید کر بھجوا دیں۔ سواحیلی اور انگریزی ترجمۃ القرآن عموماً لوگوں کو تحفۃً پیش کرتے رہتے تھے۔ وفات سے چند روز قبل بھی اپنے بعض عیسائی دوستوں کو انگریزی ترجمۃ القرآن بھجوانے کے لئے وکالت تبشیر کو لکھا تھا مگر ان کی جلد وفات کی وجہ سے یہ معاملہ نامکمل رہ گیا۔

اپنے آبائی گاؤں میں زمین کا ایک رہائشی قطعہ مشن کے نام منتقل کرا دیا تھا۔ ۱۹۶۲ء میں جب وہ دارالسلام سے بُجورا تبدیل ہو کر گئے جہاں انہوں نے مغربی صوبہ کا ریجنل کمشنر بننا تھا تو دارالسلام مشن کو اپنے گھر کا قیمتی سامان دے گئے جس میں ریفریجریٹر، دو صوفا سیٹ، ایک بڑا میز اور چند کرسیاں شامل تھیں۔

دارالسلام مشن ہاؤس میں ان کا ایک پرانا ریڈیو زیرِ استعمال تھا۔ میں نے جب بتایا کہ آپ کا ریڈیو بگڑ گیا ہے تو اسے واپس لے لیا اور اس کے عوض ایک نیا اور قیمتی ریڈیوگرام بھجوا دیا۔ اس کے ساتھ سارے قرآن مجید کی تلاوت پر مشتمل ریکارڈ بھی تھے جو انہیں یو۔ اے۔ آر کے سیکرٹری مقیم دارالسلام نے تحفۃً دئے تھے۔ تبلیغی کلاس کے طلبہ کو ترتیل سکھانے میں ان ریکارڈوں سے ۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔ مدد ملتی ۔۔۔

حبّ الوطنی

مرحوم کو اپنے اہلِ وطن سے بہت محبت تھی ان کی بہتری اور بہبودی کے لئے ہر رنگ میں کوشش کرتے تھے۔ ان کی شدید خواہش تھی کہ ان کا ملک آزاد ہو جائے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ جب وہ تعلیم کے لئے ربوہ آئے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں بہت گڑگڑا کر دعائیں کیا کرتے تھے کہ ان کا ملک مغربی استعمار پسندوں کے ہاتھوں سے آزاد ہو جائے۔ سو الحمد للہ کہ ان کی وطن واپسی کے جلد بعد آزادی کی بنیاد رکھ دی گئی اور مشرقی افریقہ کے علاقوں میں سے سب سے پہلے ٹانگانیکا آزاد ہوا۔ جو اُن کا وطن تھا۔ آزادی کی جدوجہد میں انہوں نے بھی حصہ لیا اور ۱۹۶۱ء میں آزادی ملنے پر ان کے ذمہ بھی کئی اہم کام کئے گئے جنہیں ہمارے لائق بھائی نے بڑی قابلیت اور غیر معمولی سوجھ بوجھ سے سر انجام دیا۔ ان کے عہدہ میں ترقی کے ساتھ ساتھ ملکی لوگوں کی ہمدردی بھی جماعت کے ساتھ بڑھ گئی اور سیاسی رجحان رکھنے والے لوگ بھی جماعت کے مداح بن گئے۔ مرحوم ٹانگانیکا کے صدرِ مملکت کے خاص معتمد علیہ لوگوں میں سے تھے۔ تبلیغی جذبہ کے ساتھ حب الوطنی کے جذبہ کے عجیب امتزاج نے مرحوم کی تبلیغی مساعی کو تیز تر کر دیا تھا اور ان کی ہر لمحہ یہ کوشش رہتی تھی کہ ان کا ملک جلد از جلد احمدیت سے ہمکنار ہو جائے۔ کیونکہ دنیا کی سلامتی اور امن کی اب صرف یہی ایک راہ ہے۔

مہمان نوازی

مشرقی افریقہ کے لوگ بالطبع مہمان نواز ہیں لیکن ہمارے پیارے بھائی میں یہ جذبہ معمول سے کچھ زیادہ ہی تھا جس کی وجہ سے وہ اکثر تنگ دستی میں مبتلا رہتے تھے۔ قریبی رشتہ دار تو عموماً ان کے پاس آتے ہی رہتے تھے۔ کئی لوگوں کو وہ خود بھی گھر پر بلا لیتے تھے۔ ۱۹۶۰ء میں جب وہ دارالسلام کے میئر بنے تو مہمانوں کی آمد میں اضافہ ہو گیا مگر مکان چھوٹا تھا اسلئے جگہ کی تنگی کی شکایت کرتے اور کہتے کہ میں حسبِ منشاء مہمان نوازی نہیں کر سکتا۔ اور لوگوں کو میرے پاس ٹھہر کر تکلیف ہوتی ہے۔ جب وزیرِ انصاف بنے تب بھی مکان زیادہ کشادہ نہ تھا آخر میں جب ثقافتِ ملّی اور تعمیرِ قومی کے وزیر بنے تو انہیں بہت وسیع دو منزلہ بنگلہ ملا جس میں

انہوں نے اپنی ضرورت کے مطابق تبدیلی کروا کر بہت عمدہ بنوالیا تھا۔ نئے مکان میں منتقل ہوتے ہی جماعت دارالسلام کے بہت سے ایشین اور افریقن احمدیوں کو اپنے ہاں دعوت دی خوشی کا اظہار کیا کہ اب میں جی بھر کر مہمانوں کی خدمت کر سکوں گا۔ مگر جلد بعد ہی پیغام اجل آپہنچا اور وہ محسن و فیاض آقا کے معزز مہمان بن گئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص نعمتوں سے مالامال فرمائے اور اپنی شانِ فیاضی کے مطابق ان سے سلوک کرے۔

جذبۂ محبت و اصلاح

مرحوم بہت محبت و شفقت کرنے والے اور پیارے وجود تھے۔ عزیزوں اور دوستوں سے ہمیشہ محبت و ایثار کا سلوک کرتے۔ میں نے انہیں ذاتی معاملات کے لئے کسی سے جھگڑتے نہیں دیکھا۔ مسکراتے ہوئے لوگوں سے ملتے اور ملنے والوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے۔ اپنی جماعت کے افراد سے حسین سلوک کرتے اور حتی الوسع ان کی امداد کے لئے کوشاں ہوتے تھے۔ اگر جماعت کے دوستوں میں اختلافِ رائے ہوتا تو عمدہ رنگ میں نصیحت کرکے صلح کروا دیتے۔ جھگڑے کو طول دینے یا پارٹی بازی کے سخت مخالف تھے۔ بعض دفعہ تعجب سے کہتے کہ ہمارے بعض پاکستانی احباب بہت حساس واقع ہوئے ہیں۔ ایسے امور جنہیں عام حالات میں قابلِ توجہ نہیں سمجھنا چاہیئے ان کے لئے وجہ نزاع بن جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ مرحوم ایشین احباب سے بھی بے تکلف تھے اور ان کی طبائع سے واقف تھے۔ اس لئے اپنی خداداد قابلیت کے ماتحت معاملات کو عمدگی سے سلجھا لیتے تھے۔ جب وہ دارالسلام کے مبلغ اور امیر تھے تو ایشین دوست بھی ان کے ماتحت تھے اور ان سے تعاون کرتے اور احترام سے پیش آتے تھے۔ ایشین و افریقن احباب میں یہ محبت و خلوص بہت ایمان افروز تھا اور میں ہمیشہ اس سے روحانی تازگی حاصل کرتا تھا۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عظیم الشان معجزہ ہے کہ باہم اجنبیت بلکہ مخالفت رکھنے والوں کو اخوت و محبت کے نہ ٹوٹنے والے رشتہ میں باندھ دیا ہے اور ان کی محبت دنیوی رشتہ داروں کی محبت کو بھی مات کر گئی ہے۔

مبلغین کا ادب

ہم عصر یا ہم پیشہ ہونے کی وجہ سے لوگوں میں بعض اوقات حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمارے بھائی اس کے برعکس سلسلہ کے خدام کی عزت کرتے اور ان سے ادب سے پیش آتے تھے۔ ۱۹۴۶ء میں جب مرحوم کسومو کے علاقہ میں ہمارے پاکستانی مبلغ چوہدری عنایت اللہ صاحب کے ساتھ تبلیغ کا کام کرتے تھے تو ہمیشہ خادموں کی طرح ان کا ہاتھ بٹاتے اور ان کے کپڑے دھو دیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جب مرحوم اعلیٰ سیاسی عہدوں پر فائز ہو گئے تب بھی ان کے انکسار اور ادب میں سرِمو فرق نہ آیا۔ یہ محض تواضع اور ادب کے طور پہ تھا۔ ورنہ وہ اپنی قوم کو کسی قوم سے کمتر نہ سمجھتے تھے اور نہ کسی ملک کے لوگوں کو اپنے ملک کے لوگوں سے افضل و اعلیٰ تصور کرتے تھے۔ اگر کسی غیر ملکی سے اس قسم کے سلوک کا شبہ بھی ہوتا تو سخت برا مناتے تھے۔

مرکز کا ادب

محترم شیخ عمری عبیدی صاحب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ قادیان اور ربوہ کے بزرگوں۔ بالخصوص حضرت اقدس سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے بزرگ صحابہ کا بڑا ادب کرتے تھے۔ حضرت امیر المومنین اور بزرگ صحابہ کی خدمت میں خطوط کے ذریعہ دعا کی درخواست کرتے رہتے تھے اور اپنے حالات اور مشکلات پیش کرکے مشورہ بھی لیتے رہتے تھے۔ دعاؤں پر انہیں نہ مٹنے والا یقین تھا۔ اپنے قیامِ ربوہ کے ایام میں انہوں نے سلسلہ کے بزرگوں سے ذاتی تعلق پیدا کر لیا تھا اور اس پر فخر کیا کرتے تھے۔

۱۹۶۳ء میں جب محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ٹانگانیکا کے دارالحکومت دارالسلام میں تشریف لائے اور تین روز وہاں قیام کیا تو مرحوم قریباً سارا وقت ان کے ساتھ رہے اور جب محترم چوہدری صاحب احمدیہ مسجد سے نکلتے تو مرحوم انہیں جوتا پہناتے تھے۔ محترم چوہدری صاحب کے روکنے کے باوجود اس عادت پر قائم رہے علیحدگی میں مجھے کہنے لگے کہ مجھے جو کچھ ملا ہے سیدنا حضرت امیر المومنین اور بزرگ صحابہ کی دعاؤں کے طفیل ہی ملا ہے۔ ربوہ میں بھی مجھے صحابہ کی جوتیاں اٹھانے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔

صحابہ کرام کی قبولیت دعا کے واقعات اکثر دوستوں کو سنایا کرتے تھے۔ جب وہ ربوہ میں دینی تعلیم حاصل کر رہے تھے تو جنا کے عبدالوہاب بن آدم صاحب بھی زیرِ تعلیم تھے۔ موخر الذکر کو امتحان میں کامیابی کے بارہ میں بہت فکر تھا۔ کیونکہ بعض مضامین بالخصوص منطق میں کامیابی کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی۔ مرحوم اپنے ساتھی کو لے کر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشکل پیش کرکے دعا کی درخواست کی۔ حضرت مولانا موصوف نے دعا کرائی اور بعد میں فرمایا کہ دعا کے دوران انہوں نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو کشفی حالت میں دیکھا کہ حضورؑ نے اپنے دستِ مبارک ہر دو طلبہ کے سر پر رکھا ہے۔ اس لئے دونوں کی کامیابی یقینی ہے۔ چنانچہ دعا کرانے کے بعد جب وہ اپنی قیام گاہ پر پہنچے اور عبدالوہاب صاحب نے منطق کی کتاب یاد کرنی شروع کی تو کئی صفحے ازبر کر لئے اور امتحان میں پاس ہو گئے۔

اسی طرح مرحوم بیان کرتے تھے کہ وہ دعا کے لئے حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے اور امتحان میں کامیابی کے لئے درخواست کی۔ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف نے بعد میں بتایا کہ میں نے دعا کرنی شروع ہی کی تھی کہ "ہاں۔ ہاں" کی آوازیں آنی شروع ہو گئیں اور میں نے سمجھ لیا کہ دعا قبول ہو چکی ہے سامعین ان چشم دید حالات و واقعات سے بہت متاثر ہوتے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صادق اور منجانب اللہ ہونے کا یقین کرتے تھے۔

جب میں نے دارالسلام میں مرحوم کو حضرت مولانا راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر سنائی تو بہت غمگین ہوئے اور نمازوں میں رو رو کر دعائیں کرتے رہے۔ پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے بھی بہت بے چین ہوئے۔ اور کئی دن تک روتے رہے۔

مرحوم کو دوبارہ ربوہ آنے کا بڑا شوق تھا۔ پہلے اپنی شادی شدہ بچی کو ربوہ بھجوانے کے لئے کوشش کرتے رہے۔ مگر انتظام نہ ہو سکا۔ پھر اپنی بیوی کو بھجوانے کا پروگرام بنایا۔ اس میں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ بعد میں انہیں چین کی حکومت کی طرف سے دعوت نامہ آیا اور بہت خوش ہوئے کہ ہم میاں بیوی پہلے چین جائیں گے اور پھر واپسی کے وقت ربوہ ٹھہریں گے۔ لیکن موت نے ان کی یہ خواہش پوری نہ ہونے دی اور مرکز کی دوبارہ زیارت کی تمنا دل ہی میں رہ گئی۔

درخواستِ دُعا

برادرم محترم عمری عبیدی صاحب مرحوم کی وفات ایک اہم جماعتی صدمہ ہے۔ مشرقی افریقہ کے احباب اور جماعتوں کو ان کی جدائی کا بڑا غم ہے۔ ٹانگانیکا کے لئے ان کی موت بھاری ملکی۔ قومی اور جماعتی نقصان ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو جنت الفردوس میں بلند کرے اور ان کے بدلہ میں ہمیں بہت سے مخلص۔ وفاشعار۔ قربانی کرنے والے۔ مرکزِ احمدیت سے محبت کرنے والے اور ذہین و مدبر بھائی عطا فرمائے۔ جن کے ذریعہ مشرقی افریقہ میں اسلام اور احمدیت کو دائمی غلبہ حاصل ہو۔ اور اس علاقہ کے تمام باشندے باہم محبت، صلح اور امن سے زندگی بسر کر سکیں۔ آمین

رحمۃٌ للعالمینی کی خلافت اور ہے

جس کی ہے بنیاد تقویٰ وہ سیاست اور ہے
میکیاویلی فریب و حیل و حجت اور ہے
فاشیت جمہوریت یا اشتراکیت نہیں
آیہ یستخلفنّھم کی صورت اور ہے
اس نے فرمایا ہے خود انّا له لحافظون
مسلکِ تجدید و احیائے شریعت اور ہے
مصلحِ خود ساختہ کے فلسفے چلتے نہیں
اس حکیم دو جہاں کی شانِ حکمت اور ہے
فاتحِ عالم ہے لا اکراہ فی الدّین کا اصول
رحمۃٌ للعالمینی کی خلافت اور ہے

تنویر

کامیابی کے خوشکن مواقع پر حقوق اللہ کی بجا آوری
احمدی احباب توجہ فرمائیں

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دینی اور دنیاوی مقاصد میں کامیاب فرما کر ان کے لئے خوشی کے مختلف مواقع پیدا فرماتا رہتا ہے۔ ایسے مواقع پر حقوق اللہ کی بجا آوری کے لئے سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی فضلِ عمر المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود کا ارشاد مبارک ہے۔ کہ

"ہر کامیابی پر خدا تعالیٰ کی راہ میں کچھ نہ کچھ بطور شکرانہ (برائے تعمیر مساجد ممالک بیرون) خرچ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ کامیابی پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنے کا ایک عملی نمونہ ہے۔"

جو احباب حالیہ الیکشن میں کامیابی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کا شکریہ بجالانا چاہتے ہیں۔ انہیں خاص طور پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ ارشاد پیش رکھنا چاہیئے۔ تا کہ وہ تعمیر مساجد ممالک بیرون کے فنڈ میں نمایاں حصہ لے کر اللہ تعالیٰ کے خاص فضلوں اور رحمتوں کے وارث ہوں نیز اپنے پیارے آقا کی خاص دعائیں حاصل کریں۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

تعمیر مساجد ممالک بیرون صدقہ جاریہ ہے
۶۲/۹/۲۶ تا ۶۲/۹/۳۱

اس صدقہ جاریہ میں جن مخلصین نے بیس (۲۰) روپے یا اس سے زائد حصہ لیا ہے ان کے اسمائے گرامی معہ ان کی مالی قربانیوں کے درج ذیل ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ قارئین کرام سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

نمبر	نام	روپے	نئے پیسے
۵۹۱	مکرم مستری محمد عبد اللہ صاحب کوروال ضلع سیالکوٹ	۵۰	۰۰ روپے
۵۹۲	احباب جماعت احمدیہ ڈھپرانوالہ ضلع سیالکوٹ بذریعہ مکرم ماسٹر عبد الحمید صاحب	۵۰	۰۰ "
۵۹۳	مکرم راجہ عبد العزیز صاحب راجوروی کارکن جامعہ احمدیہ ربوہ منجانب مرحوم المرزا..	۲۵	"
۵۹۴	محترمہ زیب النساء صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ بھیلاں ضلع گجرات	۱۵۰	۰۰ "
۵۹۵	مکرم مرزا بشارت احمد صاحب منیر امریکہ	۱۵۰	۰۰ "
۵۹۶	" ملک عبد المشکور صاحب کراچی منجانب والد مرحوم ملک عبد الغنی صاحب	۱۰۰	"
۵۹۷	" جناب عجائب خاں صاحب کراچی	۳۰	۰۰ "
۵۹۸	احباب جماعت احمدیہ کراچی بذریعہ مکرم مرزا عبد الرحمن صاحب	۳۱	۱۳ "
۵۹۹	" " ڈیرہ اسمٰعیل خاں بذریعہ مکرم صدیق احمد صاحب	۲۱	۰۰ "
۶۰۰	مکرم چوہدری منور احمد صاحب ملتان شہر	۲۵	۰۰ "

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

کامیابی کی راہیں

شعبۂ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی شائع شدہ یہ کتابیں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید ہیں۔ ہر گھر میں ہونی ضروری ہیں۔

ان کتب میں (۱) اسلام اور ایمان کے ارکان۔ (۲) نماز مترجم اور اس کے مسائل (۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ کے خلفاء راشدین اور صحابہؓ۔

(۴) قرآن مجید۔ سنت اور حدیث کے علاوہ جماعت احمدیہ کی خصوصیات۔ تاریخ اور کارنامے بھی آسان اور عام فہم زبان میں پیش کئے گئے ہیں۔

نیز بچوں کی دینی اور دنیوی زندگی کو بہتر بنانے کے آسان طریق بیان کئے گئے ہیں۔

طباعت :۔ کاغذ عمدہ۔ ٹائیٹل رنگین۔ قیمت واجبی۔

پہلا حصہ برائے ستارہ اطفال ۳۰ نئے پیسے دوسرا حصہ برائے ہلال اطفال ۵۰ نئے پیسے
تیسرا حصہ برائے قمر اطفال ۷۵ " " چوتھا حصہ برائے بدر اطفال ۷۵ " "

چاروں کتب کا سیٹ صرف دو روپے ہیں۔

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ (پاکستان) سے مل سکتا ہے۔

(مہتمم اطفال)

تحریک جدید کا جہادِ مستقل اور فرض ہے

تحریک جدید کے مالی جہاد سے تھک کر بیٹھ جانے والوں کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا ایک ارشاد درج ذیل ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے جماعت کو وعدہ جات تحریک جدید کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:۔

"جسطرح نماز روزہ اور زکوٰۃ ایک مسلمان پر قیامت تک کے لئے فرض ہیں۔ جہاد روحانی اور تبلیغ اسلام بھی اس پر قیامت تک کے لئے واجب اور فرض ہے۔" (الفضل مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۶۲ء)

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

نیا سال مبارک ہو

مجلس اطفال الاحمدیہ کا نیا سال۔ یکم نومبر ۱۹۶۲ء سے شروع ہو چکا ہے۔ سب اطفال اور عہدیداران اطفال کو نیا سال مبارک ہو۔ نئے سال کو دعاؤں سے شروع کریں اور دعاؤں پر زور دیتے چلے جائیں تا اللہ تعالیٰ نے جو ذمہ داری ہم پر ڈالی ہے اسے وہ صحیح رنگ میں بجالانے کی توفیق بھی دے۔ نیز احمدیت کے نونہالوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں ہم سب کو اپنی مساعی تیز تر کر دینی چاہیئے۔ تا اسلام کا عالمگیر غلبہ جلد تر دیکھیں۔ (مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

رسالہ۔ خالد کے چندہ میں اضافہ

جملہ خریداران و ایجنٹ صاحبان رسالہ خالد کی آگاہی کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ کاغذ کی گرانی اور دیگر اخراجات میں معتدبہ اضافہ جات کی بناء پر نومبر ۱۹۶۲ء سے رسالہ خالد کا سالانہ خریداری چندہ پانچ روپے کی بجائے۔ چھ روپے کر دیا گیا ہے۔

یہ اضافہ مجلس عاملہ مرکزیہ کی منظوری سے کیا گیا ہے۔ اور سالانہ اجتماع مرکزیہ کے موقع پر اس کا اعلان کر دیا گیا تھا۔

امید ہے کہ حسب سابق خریداران و ایجنٹ صاحبان ہمارے ساتھ تعاون کرتے رہیں گے۔

(مہتمم اشاعت خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)۔

لجنات کے لئے

(۱) تمام لجنات کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اپنی اپنی لجنات میں نئے سال کے لئے صدارت کے انتخاب جلدی مکمل کر کے فوری طور پر ہمیں اطلاع دیں۔

(۲) اپنی ماہوار رپورٹیں ہر ماہ باقاعدگی سے بھجوائیں۔ نیز ہر شعبہ کی رپورٹ مکمل طور پہ درج کیا کریں۔

(۳) لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر منعقدہ مجلس شوریٰ میں بہت سی لجنات نے جلسہ سالانہ کے لئے بالٹیاں۔ لالٹینیں و دیگر سامان بھجوانے کا وعدہ کیا تھا۔ ان سب لجنات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے وعدہ کے مطابق موعودہ سامان جلدی دفتر لجنہ میں بھجوائیں کیونکہ جلسہ کے انتظامات شروع ہو گئے ہیں۔ (جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ)

درخواستہائے دعا

٭ مکرم محمد بدر الدین صاحب کیرانوی الرئیس ہفتہ سے سخت بیمار ہیں ٭ عبد الخالق صاحب پروفیسر جامعہ احمدیہ ربوہ اطلاع دیتے ہیں کہ عبد الغنی صاحب ہمایوں ایک حادثہ میں شدید مجروح ہو گئے تھے۔ وہ تا حال کمپالہ ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ٭ بشیر احمد صاحب محمد دار الیمن ربوہ کے بھتیجے بعارضہ خرابی جگر کافی دنوں سے بیمار ہے۔ ٭ عبد المغیث خانصاحب کی والدہ آج کل سخت بیمار ہیں۔ ٭ حاجی خلیل احمد صاحب بشیر آباد سندھ لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر عزیز علی حسین صاحب احمدی آف سنجر چانگ کو چند ایک اشد مشکلات در پیش ہیں ٭ ملک محمد عاشق صاحب ساکن بھینی شرقپور ضلع شیخوپورہ لکھتے ہیں کہ عزیز محمد انور کے پیٹ میں درد رہتا ہے اور بخار بھی ہے۔ احباب ان سب کے لئے دعا فرماویں۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کی منظوری تک وصیت کنندہ اگر چاہے تو اس عرصہ میں چندہ عام ادا کرتا رہے مگر بہتر یہی ہے کہ وہ حصہ آمد ادا کرے کیونکہ وہ وصیت کی نیت کر چکا ہے۔

وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں!

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

مثل ۱۷۵۲۸:۔ میں امۃ الباسط بشریٰ زوجہ چوہدری محمد اجمل شاہد قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن پشاور ڈاک خانہ خاص ضلع پشاور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶/۸/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائداد اس وقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے ا۔ حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ جو کہ ابھی بذمہ خاوند واجب الادا ہے ۲۔ زیورات ۔ (۱) چوڑیاں طلائی ۶ تولے (۲) کڑے طلائی ۵ تولے (۳) بالیں طلائی ۹ ماشے (۴) نکلس طلائی ۲ تولے (۵) کانٹے طلائی ۱ تولہ (۶) انگوٹھیاں طلائی ۳ عدد ۱ تولہ تین ماشے۔ کل وزن ۱۶ تولے قیمت ۲۰۰۰/- روپے۔

میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میرا اس وقت کوئی ذریعہ آمد نہیں اگر کسی وقت کوئی ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ الامۃ: امۃ الباسط بشریٰ۔ گواہ محمد اجمل شاہد خاوند موصیہ سید احمدیہ سول کوارٹرز پشاور صدر۔ گواہ شد:۔ سید مبارک احمد ٭ انسپکٹر وصایا حال پشاور۔ نوٹ:۔ حق مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ میری بیوی کا میرے ذمہ واجب الادا ہے میں اس کے حصہ وصیت کی ادائیگی کا ذمہ دار ہوں۔ العبد محمد اجمل شاہد خاوند موصیہ۔ گواہ شد۔ سید مبارک احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد مولا بخش جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور

مثل ۱۷۵۲۹:۔

میں محمد بخش ولد پیر بخش قوم ارائیں پیشہ زراعت عمر ۶۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن چک ۸۹ ج ب رتن ڈاک خانہ سر شمیر روڈ ضلع لائل پور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲/۹/۶۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بعوض حصہ جائداد داخل کردوں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ جائداد وصیت کردہ سے منہا کردی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ زمین نہری ۵ مرلہ ۴ کنال قیمت ۱۲۵۰/- روپے نقد ۱۰۰۰/- روپے کل میزان ۲۲۵۰ روپے۔ العبد محمد بخش ولد پیر بخش چک ۸۹ ج ب رتن۔ گواہ شد۔ عبدالرحمٰن قادیانی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چک ۸۴ ج ب سر شمیر روڈ ضلع لائل پور۔ گواہ شد مولا بخش ولد پیر بخش چک ۸۹ ج ب رتن ضلع لائل پور۔

مثل ۱۷۵۳۰:۔

میں کنیز رسول طاہرہ زوجہ شیخ محمد اکرم صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن گولبازار ربوہ ڈاک خانہ خاص ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۶/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے زیور ۱ عدد کنٹھی طلائی ۱ تولہ ۱۰ ماشے ۶ رتی قیمت ۱۸۰/- روپے (۲) ا جوڑی جھمکے طلائی وزن ا تولہ ۲ ماشہ قیمت ۱۱۴/- روپے (۳) ا جوڑی طلائی بندے ۵ رتی قیمت ۲۰۹/- (۴) بالیں طلائی ۶ ماشہ قیمت ۶۰/- روپے۔ (۵) انگوٹھی طلائی ۲ عدد ۵ ماشہ قیمت ۵۰/- روپے کل وزن سونا ۵ تولے ۱۰ ماشے ۳ رتی قیمت ۶۱۳/- روپے ہیں۔ میرا حق مہر مبلغ دو ہزار روپیہ ہے جو بذمہ خاوند ہے اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں ہے میں اپنے زیور اور حق مہر کی وصیت بحق ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی میرے مرنے کے بعد میرے ترکہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ الامۃ کنیز رسول طاہرہ گواہ شد:۔ عبدالعزیز ولد چراغ محمد صدر دار الصدر جنوبی۔ ربوہ۔ گواہ شد محمد اکرم ولد شیخ فضل محمد نوید جنرل سٹور ربوہ۔ نوٹ:۔ مبلغ ۲۰۰۰/- روپے بابت حق مہر اہلیہ خود خاکسار کے ذمہ واجب الادا ہے میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اس رقم کا ۱/۱۰ حصہ وصیت اہلیہ خود نظارت بہشتی مقبرہ کو ادا کردوں گا۔ العبد شیخ محمد اکرم خاوند موصیہ گواہ شد عبدالعزیز پریذیڈنٹ دار الصدر جنوبی ربوہ گواہ شد فضل الٰہی

نور کاجل

کی قیمتوں کے متعلق اعلان

نور کاجل کی بڑی شیشی کی قیمت بدستور سوا روپیہ ہے اس میں کوئی زیادتی نہیں کی گئی چھوٹی شیشی چونکہ پہلے سے حجم میں بڑی ہے اس لئے اس کی قیمت ۱۶ رنومبر ۱۹۶۴ء سے پچھتر (۷۵) پیسے ہوگی۔

مینجر:۔ خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ۔ ربوہ

دفتر وائس چیئرمین مغربی پاکستان

ریلوے بورڈ۔ لاہور

نوٹس

مغربی پاکستان میں رہائش رکھنے والی خواتین امیدواروں سے پی ڈبلیو ریلوے پر "اے" ڈویژن رجسٹرڈ نرسز کی ۱۱ آسامیاں پر کرنے کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں علاوہ ازیں ۴ موزوں امیدوار ویٹنگ فہرست پر رکھی جائیں گی۔ ایک فیصد اور ۲۳ فیصد آسامیاں بالترتیب شیڈول کاسٹس، بیٹیاں، یوہ بیٹیاں۔ (دونوں والد اور والدہ کی طرف سے) اور ریلوے ملازمین (ملازمت میں ریٹائرڈ یا مرحوم) کی زیر کفالت بہنوں کے لئے مخصوص ہیں۔

نوٹ:۔ اس صورت میں جب کہ شیڈول کاسٹس اور ریلوے ملازمین کی بہنوں وغیرہ سے متعلق امیدواروں کی تعداد ناممکن الحصول ہے آسامیاں غیر مختص شمار کی جائیں گی۔

(۱) امیدوار بالضرور پاکستان میں رہائش رکھتے ہوں یا پاکستان سے ملحقہ ریاستوں میں رہائش رکھتے ہوں یا ہندوستان کے وہ مہاجرین ہوں جو ان تواریخ سے بہت ہی پہلے جس پر کہ وہ درخواست کر رہے ہیں پاکستان میں ایک سال سے مقیم ہو گئے ہوں۔

۲۔ تعلیمی قابلیت:۔ (ا) ایک عدد سرٹیفکیٹ و ڈپلومہ تربیت بطور نرس (ii) اے ڈویژن میں بطور نرس پنجاب نرسنگ رجسٹریشن ایکٹ ۱۹۳۲ء کے تحت رجسٹریشن سرٹیفکیٹ۔

ترجیح انہیں دی جائے گی جنہوں نے اضافی طور پر مڈ وائف اور میٹرنٹی کی تربیت حاصل کی ہے اور عورتوں اور بچوں کے مابین کام کرنے کا تجربہ رکھتی ہیں۔

۳۔ عمر:۔ ۵ ردسمبر ۱۹۶۴ء کو ۱۸ اور ۳۵ سال کے درمیان۔

۴۔ تنخواہ:۔ مبلغ ۷۵/- روپے ماہوار کنسالیڈیٹیڈ سکیل میں ۳۵۰-۱۵-۲۱۵-۱۰-۱۷۵ روپے معہ خوراک الاؤنس۔ یونیفارم الاؤنس۔ اور دیگر الاؤنس جو کہ وقتاً فوقتاً رولز کے تحت منظور ہوں گے مفت رہائش اور ۴۵ یونٹ ماہوار تک مفت بجلی مہیا کی جائے گی

۵۔ درخواستیں دینے کا طریق کار:۔ درخواستیں بالضرور مجوزہ فارم پر بھیجی جائیں جو کہ ایک روپے قیمت پر پی ڈبلیو ریلوے کے بڑے سٹیشنوں سے دستیاب ہو سکتا ہے فارم ٹھیک طرح سے وہاں چھپی ہوئی ہدایات کے مطابق پر کرکے نزدیکی دفتر روزگار کے ذریعہ بھیجی جائیں۔

گورنمنٹ / ریلوے ملازمین ہونے کی صورت میں درخواستیں اپنے شعبوں / دفاتر کے سربراہوں کے ذریعے نزدیکی دفتر روزگار کے مینجر کو بھیجی جائیں درخواست کے ہمراہ ایک عدد پاکستانی شہری ہونے کا سرٹیفکیٹ اور دستاویزات بالضرور لگائی جائیں۔

۶۔ درخواستیں وصول کرنے کی آخری تاریخ۔ ۱۵ ردسمبر ۱۹۶۴ء

۷۔ خصوصی رعایت:۔ (۱) ان امیدواروں کے لئے جو (i) شیڈول کاسٹس (ii) مغربی پاکستان کے قبائلی علاقوں مشمولہ ریاست ہائے حوالہ کے ساتھ متعلق ہیں (iii) علاقہ آزاد کشمیر کے مستقل باشندے گلگت ایجنسی۔ بلتستان یا جموں اور کشمیر سے تعلق رکھنے والے وہ حضرات جو پاکستان کے کسی بھی حصہ میں ہجرت کر کے آئے ہیں۔ (iv) مغربی پاکستان کے ضلع ڈیرہ غازیخان کے خارج شدہ علاقے کے لئے درخواست فارم کی قیمت ایک روپے کی بجائے صرف ۲۵ پیسے ہیں۔

۸۔ انٹرویو کے لئے بلائے جانے والے امیدواروں کو کسی قسم کے سفری یا دیگر اخراجات ادا نہیں کئے جائیں گے

۹۔ کامیاب امیدواروں کو ایک طبی معائنہ پاس کرنا ہوگا۔ اور انہیں مطلوبہ پی ڈبلیو ریلوے ہسپتالوں میں سے کسی ایک میں جس میں سردار بہادر سینا ٹوریم کوئٹہ بھی شامل ہے کام کرنے کے لئے بلایا جائے گا۔

برائے وائس چیئرمین (پرسانل)

روحانیت سے معمور فضا میں تین دن جاری رہنے کے بعد

انصار اللہ کا دسواں سالانہ اجتماع کامیابی اور خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوگیا

نماز تہجد، دعاؤں اور ذکر الٰہی کا التزام، قرآن مجید، احادیث اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کے پُر معارف درس

صدر انصار اللہ کے عہدہ پر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کا مزید تین سال کیلئے تقرر

ربوہ ۱۶ نومبر۔ انصار اللہ کا دسواں سالانہ اجتماع جو یہاں مورخہ ۱۳ ر نومبر کو نماز جمعہ کے بعد شروع ہوا تھا روحانیت سے معمور فضا اور انابت الی اللہ کے روح پرور ماحول میں دعاؤں اور ذکر الٰہی کی مخصوص روایات کے ساتھ تین دن جاری رہنے کے بعد کل مورخہ ۱۵ ر نومبر کو پونے دو بجے بعد دوپہر نہایت درجہ کامیابی اور خیر و خوبی کے ساتھ اختتام پذیر ہوگیا۔ یہ اجتماع بھی حسب سابق شریک ہونے والے خوش نصیب انصار و خدام کو روحانی نعمتوں سے مالا مال کرنے اور ان کے دلوں میں خدمت اسلام کا ایک نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا کرنے کا موجب بنا فالحمد للہ علی ذالک

خصوصی امتیازات

امسال کے اجتماع کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ کئی خصوصی امتیازات حاصل ہوئے جو اس کی شان اور برکات کو دوبالا کرنے کا موجب ثابت ہوئے۔

اوّل تو یہی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے اپنے ایک بصیرت افروز پیغام سے نوازا۔ محترم مولانا جلال الدین صاحب نے ۱۳ ر نومبر کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تعمیل میں حضور کے اس تازہ پیغام سے ہی اس کا افتتاح فرمایا۔ اس طرح اجتماع میں شریک انصار و خدام کو حضور ایدہ اللہ کے تازہ ارشادات سے بہرہ ور ہونے کی سعادت میسر آئی (حضور ایدہ اللہ کا یہ پیغام ۱۵ ر نومبر کے الفضل میں ہدیہ قارئین کیا جا چکا ہے)

دوم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علالت کے باوجود اجتماع میں شرکت کرنے والے انصار کے ایک نمائندہ وفد کو جس میں مغربی پاکستان کے مختلف علاقوں کے نمائندوں کے علاوہ مشرقی پاکستان کے نمائندے بھی شامل تھے۔ ملاقات کے خصوصی شرف سے نوازا قریباً بکمال انشراح بشفقت حضور نے مورخہ ۱۵ ر نومبر کو مکرم مولوی غلام احمد صاحب فرخ مربی سلسلہ مقیم حیدر آباد کی قیادت میں حضور ایدہ اللہ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

تین سال کے لئے صدر کا انتخاب

پھر امسال اجتماع کے دوران دستور اساسی کے قواعد کی رو سے آئندہ تین سال کے لئے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے نئے صدر کا انتخاب بھی عمل میں آیا۔ یہ انتخاب مورخہ ۱۳ ر نومبر کی رات کو مجلس شوریٰ کے اجلاس میں مکرم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ نے اپنی نگرانی میں کرایا۔ صدارت کے لئے مختلف مجالس کی طرف سے اس عہدہ کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب۔ محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کے اسماء موصول ہوئے تھے۔ آراء شماری کے وقت محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے حق میں ۲۳۶ ووٹ آئے۔ جو اجلاس میں شریک جملہ نمائندگان کی غالب اکثریت پر مشتمل تھے۔

جب انتخاب کا یہ نتیجہ مجلس شوریٰ کی طرف سے سفارش کی شکل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور نے کثرت رائے کے حق میں فیصلہ دیتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو آئندہ تین سال کے لئے انصار اللہ کا صدر مقرر فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ کی طرف سے باضابطہ منظوری موصول ہونے پر محترم شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ نے جن کی زیر صدارت انتخاب کی کارروائی پایہ تکمیل کو پہنچی تھی مورخہ ۱۴ ر نومبر کو اجتماع کے اجلاس چہارم میں تبدیل دو پہر حضور ایدہ اللہ کی اس منظوری کا اعلان فرمایا۔

شریک ہونے والی مجالس کی تعداد

اجتماع میں بفضلہ اللہ تعالیٰ شریک ہونے والی مجالس کی تعداد میں سال بسال اضافہ ہوتا چلا آرہا ہے گزشتہ سال ۲۲۸ مجالس کے اراکین اور نمائندے اجتماع میں شامل ہوئے تھے امسال گزشتہ سال کی نسبت ۲۶ مجالس زیادہ شریک ہوئیں کیونکہ اس سال اجتماع میں سال گزشتہ کی ۲۲۸ مجالس کے بالمقابل ۲۵۴ مجالس کے ۴۸۴ نمائندگان ۱۰۲۵ اراکین اور ۱۹۳۱ زائرین نے شرکت کر کے اس کے غیر معمولی فیوض و برکات سے بہرہ ور ہونے کی سعادت حاصل کی۔ گزشتہ سال مشرقی پاکستان کے نمائندگان پہلی بار اجتماع میں شامل ہوئے تھے یہ امر باعث مسرت ہے کہ انھوں نے بفضلہ اللہ تعالیٰ امسال بھی اجتماع میں شرکت کی چنانچہ محترم جناب مولوی محمد صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ مشرقی پاکستان محترم جناب شمس الرحمٰن صاحب بارایٹ لاء زعیم اعلیٰ مجالس انصار اللہ مشرقی پاکستان اور مکرم جناب قاسم علی صاحب ڈھاکہ سے ربوہ تشریف لا کر اجتماع میں شمولیت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ اختتامی اجلاس میں تعلیم الاسلام کالج اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلبہ بھی بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ آخر میں داخلہ کے اجازت نامے جاری کرنے بند کر دیئے گئے تھے خیال ہے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے اختتامی خطاب کے وقت حاضری پانچ ہزار کے لگ بھگ تھی

روحانیت سے معمور فضا

اجتماع کی وہ نمایاں خصوصیات جو حسب معمول اس کے روحانی فیوض و برکات کو فزوں سے فزوں تر کرنے کا موجب ہوئیں ـــــــ روحانیت سے معمور فضاء انابت الی اللہ کا روح پرور ماحول دعاؤں اور ذکر الٰہی کی غیر معمولی کثرت چنانچہ حسب سابق آخر شب نماز تہجد کی ادائیگی قرآن مجید، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف درس، صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے ذکر حبیبؑ کا کیف آفریں بیان۔ نہایت اہم تربیتی موضوعات پر بزرگان سلسلہ اور علماء کرام کی پُر مغز تقاریر محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے پُر اثر خطابات نیز افتتاحی اور اختتامی اجلاسوں میں پُر درد و پُر سوز اجتماعی دعائیں حسب معمول اجتماع میں شریک جملہ انصار کو تزکیۂ نفوس اور تطہیر قلوب کی دولت سے مالا مال کرنے کا موجب بنیں۔

پھر امسال بھی محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب نے اجتماع کے دوران (مورخہ ۱۴ ر نومبر) سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی علالت کے متعلق تفصیلی رپورٹ پڑھ کر سنائی جو علاج اور رفتار صحت کے علاوہ حضور ایدہ اللہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دعا کی پُر زور تحریک پر مشتمل تھی۔ آپ کی یہ تحریک بھی اپنی تاثیر کے لحاظ سے تزکیۂ نفوس اور تطہیر قلوب کا کچھ کم ذریعہ ثابت نہ ہوئی آپ کی یہ رپورٹ سننے کے دوران جملہ حاضرین کیا انصار اللہ کیا خدام سب ہی سراپا درد بن کر نہایت تضرع اور عاجزی کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کی صحت یابی کے لئے دعائیں کرتے رہے محترم صاحبزادہ صاحب کی اس پُر درد و پُر سوز دعائیہ تحریک کے بعد محترم جناب مرزا عبدالحق صاحب صدر نگران بورڈ نے حضور کی شفائے کامل و عاجل کے لئے پُر سوز اجتماعی دعا کرائی جس میں جملہ حاضرین شریک ہوئے۔

اختتامی اجلاس

اجتماع کا اختتامی اجلاس جو مورخہ ۱۵ ر نومبر کو صبح ۹ بجے شروع ہو کر مسلسل پونے ۲ بجے تک جاری رہا۔ اثر و جذب کے لحاظ سے ایک خاص شان کا حامل تھا اس میں درس قرآن مجید کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فہم و ادراک سے بالا مقام حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ اور خلافت ثانیہ کا ظہور، پیشگوئی مصلح موعود، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے کارنامے بلحاظ امام جماعت بلحاظ اشاعت دین بلحاظ افاضۂ فیوض روحانی بلحاظ افاضۂ علوم روحانی، خلافت ثانیہ کے موجودہ دور میں ہماری ذمہ داریاں وغیرہ موضوعات پر سلسلہ وار ایسی پُر اثر تقاریر ہوئیں کہ روحانی کیف و سرور لحظہ بلحظہ بڑھتا ہی چلا گیا تا آنکہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ کے اختتامی خطاب نے اس روحانی کیف و سرور کو نقطۂ عروج پر پہنچا دیا۔ آپ نے ذات باری تعالیٰ کا عرفان عطا کرنے اور روحانی علوم سے مالا مال فرمانے سے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات اور کارناموں کو ایسے دلنشین انداز میں بیان فرمایا کہ احباب جھوم اٹھے۔

آخر میں آپ نے اجتماعی دعا کرائی اور یہ بابرکت اجتماع اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں پر اختتام پذیر ہوا۔